سوال

(224) سوم وچہلم وغیرہ پر رشتے داروں کے کھانے کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو طعام بوقت ہوجانے موت کسی آدمی کے بنام نہاد حاضری سوم وچہلم وغیرہ حسب برواج ہر قوم پکوا کر خواہ بطریق دعوت خواہ بطریق بھاجی گھر بہ گھر تقسیم ہوتا ہے اور قدرے غربا باقی تمام اہل برادری کو کھلایا جاتا ہے اور اس میں اکثر مالدار ہوتے ہیں اور یہ کھانا وارثان میت حسب رواج اپنی قوم کے اکراہاو بلا اکراہ کرتے ہیں اور بعض اوقات بخوف طعنہ زنی قرض دام کرکے خواہ مال فروخت کرکے پکواتے ہیں بلکہ بعض اوقات یتیم کے مال کا بھی خیال نہیں کرتے ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز اور اس کا کھانا کیسا ہے اور از روئے شریعت اسلامی اور زمانہ سلف سے ثواب رسانی موت کو کس طریق سے ثابت ہے اور کیونکر کرنا چاہیے اور ایسا کرنے والا جو اوپر طریق مروج ہے مسرف کہلائے گا یا نہیں۔ ینوا توجروا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جو طعام حاضری کا یا سوم یا چہلم میت کا ہے اس میں رواج کسی قوم کا معتبر نہیں کیونکہ کوئی حدیث نبوی ﷺ یا روایت فقہی اس باب میں نہیں پائی جاتی بس یہ بالکل بے اصل ہے اور اس کا ضروری اور لازم جاننا بدعت ہے اور دعوت بھی نادرست ہے کیونکہ دعوت شادی اور خوشی میں مشروع ہے نہ غمی میں اور رسم بھاجی اور شادی دونوں میں بدعت ہے کیونکہ اس میں بتاری ہے یعنی آپس میں فخر اور ریا و نمود کرنا ہے ایسے طعام سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ 220 میں ہے : عن عکرمة عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نھی عن طعام المتباریین ان یوکل رواہ ابوداؤد وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المتباریان لایجابان ولایوکل طعامھما قال الامام احمد یعنی المتعارضین بالضیافة فخر اوریاء۔ خلاصہ ان دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ جو لوگ فخر ومباہاۃ اور نام ونمود کے واسطے کھانا کھلائیں اور دعوت کریں تو ایسے لوگوں کا کھانا نہیں چاہیے اور قرض کرنا ایسے کام کے لیے کہ جو نہ سنت ہے نہ مستحب ہے نہ مباح ہے ہرگز درست نہیں قرض کا ادا کرنا واجب ہوجاتا ہے اور یہ کام مباح بھی نہیں اور مرتکب ایسے افعال کا بلاشبہ مسرف ہے بلکہ بتدع ہے اور مال یتیم کا ظلم سے کھانا حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ان الذین یاکلون اموال الیتیمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا۔ یعنی بے شک جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کا ظلم سے وہ کھاتے ہیں اپنے شکموں میں آگ کو اور عنقریب داخل ہوں گے دوزخ میں اور ثواب رسانی میں موتے کے طریق سلف کا اور آج تک متبعین سنت کا یہ ہے کہ عبادت مالی کا ثواب مثلاً کنواں بنا کر یا نقد یا لباس وغیرہ مساکین کو دے کر یا طعام فقراء کو دے کرے مقرر کرنے کسی دن سوم چہلم کے یا عبادت بدنی کا مثل نفل نماز روزہ تلاوت قرآن مجید وذکر اللہ ودرود وسلام کے ایصال کرکے میت کو پہنچائے۔ واللہ اعلم بالصواب کتبہ الفقیر محمد حسین عفاء اللہ عنہ۔

(فقیر محمد حسین) (یقال لہ ابراہیم)

جس طور پر امور مروجہ درج سوال ہیں بے شک ناجائز ہیں ۔ مال یتیم کا کھانا حرام ہے رسومات کی پابندی بدعت ہے ہاں ایصال ثواب میت کو سال حلال سے یا کلمہ سے جائز اور مستحسن ہے ۔ خواہ بطور تعیین یا لا علی التعیین مگروہ تعیین داخل دین قرار دینا اور امر مستحب پر اصرار بطور لزوم کرنا یشک بدعت و گمراہی ہے مطلق کو مقید اور مقید کو مطلق کرنا شرک فی النبوت ہے ۔ (کرامت اللہ)

ہوالموفق :

بوقت ہوجانے موت کے طعام پکوا کر کھلانا یا گھر بہ گھر تقسیم کرنا جس طور پر کہ سوال میں مذکور ہے بلاشبہ حرام و ناجائز ہے اور ایسے طعام کا کھانا ممنوع ہے اور ایسا کرنے والا بلاشک مسرف ہے ۔ منتقے الاخبار میں ہے : عن جریر بن عبداللہ البجلی قال کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت و صنعۃ الطعام بعد دفنہ من النیاحۃ رواہ احمد، نیل الاوطار صفحہ 340 جلد 3 میں ہے : حدیث جریر اخرجہ ایضا ابن ماجہ و اسنادہ صحیح و نیز اس میں ہے یعنی انھم کانوا یعدون الاجتماع عند اھل المیت بعد دفنہ و اکل لطعام عند ھم نوعا من النیاحۃ لما فی ذلک من التثقیل علیھم و شغلتھم مع ماھم فیہ من شغلۃ الخاطر بموت المیت و ما فیہ من مخالفۃ السنۃ لانھم مامور وان بان یصنعوا لاھل المیت طعاما فخالفوا ذٰلک و کلفوھم صنعۃ الطعام لغیر ھم انتھی ۔ ایسے طعام کے کھانے کھلانے کی حرمت و ممانعت کتب فقہ حنفی میں بھی مصرح ہے ۔ فتح القدیر وغیرہ میں ہے ۔ اتخاذ الطعام من اھل المیت بدعۃ مستقبحۃ لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور انتھی ۔ اور دعا کا نفع ہوتے کو باتفاق علمائے سلف و خلف پہنچتا ہے اور عبادات مالیہ کا بھی ثواب موتی کو بالاتفاق پہنچتا ہے اور عبادات بدنیہ کے ثواب پہنچنے میں اختلاف ہے ۔ بعض علماء کے نزدیک پہنچتا ہے اور بعض کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔ کتبہ محمد عبدالرحمن المبارکفوری عفاء اللہ عنہ ۔ (سید محمد نذیر حسین)

[فتاوی نذیریہ]

جلد 01 ص 692

محدث فتویٰ